قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ
الفضل
لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

جمعرات 05 اگست 2021ء | 25 ذوالحج 1442 ہجری قمری | جلد:3 | شمارہ:184

فرمانِ رسول ﷺ

ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے

عَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ مَا مِنۡ مَّوۡلُوۡدٍ اِلَّا یُوۡلَدُ عَلَی الۡفِطۡرَۃِ فَاَبَوَاہُ یُھَوِّدَانِہٖ وَیُنَصِّرَانِہٖ اَوۡ یُمَجِّسَانِہٖ کَمَا تُنۡتَجُ الۡبَھِیۡمَۃُ بَھِیۡمَۃً جَمۡعَآءَ ھَلۡ تُحِسُّوۡنَ فِیۡھَا مِنۡ جَدۡعَآءَ؟

(صحیح مسلم۔کتاب القدر باب معنی کل مولود یولد علی الفطرۃ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ ہر بچہ فطرتِ اسلامی پر پیدا ہوتا ہے۔ پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بناتے ہیں۔(یعنی قریبی ماحول سے بچے کا ذہن متاثر ہوتا ہے) جیسے جانور کا بچہ صحیح سالم پیدا ہوتا۔ کیا تمہیں ان میں کوئی کان کٹا نظر آتا ہے؟ (یعنی بعد میں لوگ اس کا کان کاٹتے ہیں اور اسے عیب دار بنا دیتے ہیں۔)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

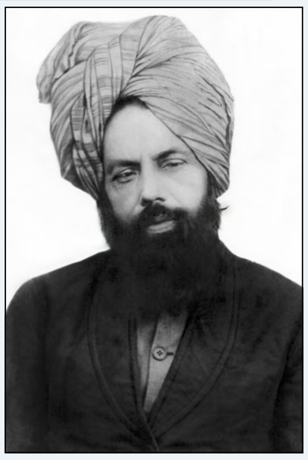

ہدایت اور تربیتِ حقیقی خدا کا فعل ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’ہدایت اور تربیتِ حقیقی خدا کا فعل ہے۔ سخت پیچھا کرنا اور ایک امر پر اصرار کو حد سے گزار دینا یعنی بات بات پر بچّوں کو روکنا اور ٹوکنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ گویا ہم ہی ہدایت کے مالک ہیں۔ اور ہم اُس کو اپنی مرضی کے مطابق ایک راہ پر لے آئیں گے۔ یہ ایک قسم کا شرکِ خفی ہے۔ اس سے ہماری جماعت کو پرہیز کرنا چاہیے۔۔۔۔۔۔ ہم تو اپنے بچّوں کے لئے دُعا کرتے ہیں اور سرسری طور پر قواعد اور آدابِ تعلیم کی پابندی کراتے ہیں۔ بس اس سے زیادہ نہیں۔ اور پھر اپنا پُورا بھروسہ اللہ تعالیٰ پر رکھتے ہیں۔ جیسا کسی میں سعادت کا تخم ہو گا۔ وقت پر سرسبز ہو جائے گا۔‘‘

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 309 ایڈیشن 1988ء)

اولاد اور مال انسان کے لئے فتنہ ہوتے ہیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’جو شخص اولاد کو یا والدین کو یا کسی اور چیز کو ایسا عزیز رکھے کہ ہر وقت انہیں کا فکر رہے تو وہ بھی ایک بُت پرستی ہے۔ ...... اولاد چیز کیا ہے؟ بچپن سے ماں اس پر جان فدا کرتی ہے مگر بڑے ہو کر دیکھا جاتا ہے کہ بہت سے لڑکے اپنی ماں کی نافرمانی کرتے ہیں اور اس سے گستاخی سے پیش آتے ہیں۔ پھر اگر فرمانبردار بھی ہوں تو دُکھ اور تکلیف کے وقت وہ اس کو ہٹا نہیں سکتے۔ ذرا سا پیٹ میں درد ہو تو تمام عاجز آجاتے ہیں۔ نہ بیٹا کام آسکتا ہے نہ باپ نہ ماں نہ کوئی اور عزیز۔ اگر کام آتا ہے تو صرف خدا۔ پس ان کی اس قدر محبّت اور پیار سے فائدہ کیا جس سے شرک لازم آئے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اِنَّمَاۤ اَمۡوَالُکُمۡ وَاَوۡلَادُکُمۡ فِتۡنَۃٌ (التغابن:16) اولاد اور مال انسان کے لیے فتنہ ہوتے ہیں۔ دیکھو اگر خدا کسی کو کہے کہ تیری کُل اولاد جو مرچکی ہے زندہ کردیتا ہوں مگر پھر میرا تجھ سے کچھ تعلق نہ ہو گا تو کیا اگر وہ عقلمند ہے اپنی اولاد کی طرف جانے کا خیال بھی کریگا؟

پس انسان کی نیک بختی یہی ہے کہ خدا کو ہر ایک چیز پر مقدم رکھے۔ جو شخص اپنی اولاد کی وفات پر بُرا مناتا ہے وہ بخیل بھی ہوتا ہے کیونکہ وہ اس امانت کے دینے میں جو خدا تعالیٰ نے اس کے سُپرد کی تھی بخل کرتا ہے اور بخیل کی نسبت حدیث میں آتا ہے کہ اگر وہ جنگل کے دریاؤں کے برابر بھی عبادت کرے تو وہ جنّت میں نہیں جائے گا۔ پس ایسا شخص جو خدا سے زیادہ کسی چیز کی محبت کرتا ہے اس کی عبادت نماز، روزہ بھی کسی کام کے نہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 602 تا 603 ایڈیشن 1988ء)

ارشادِ باری تعالیٰ

وَاِذۡ قَالَ اِبۡرٰہِیۡمُ رَبِّ اجۡعَلۡ ہٰذَا الۡبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجۡنُبۡنِیۡ وَبَنِیَّ اَنۡ نَّعۡبُدَ الۡاَصۡنَامَ ﴿۳۶﴾

(ابراہیم: 36)

ترجمہ: اور (یاد کرو) جب ابراہیم نے کہا اے میرے ربّ! اس شہر کو امن کی جگہ بنا دے اور مجھے اور میرے بیٹوں کو اس بات سے بچا کہ ہم بتوں کی عبادت کریں۔

فرمان خلیفہ وقت

اپنے بچوں میں اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا کریں

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

اولاد کو دین سکھانے اور دین سے منسلک رکھنے کے لئے، ان کی دینی تربیت کی طرف کم از کم اتنی کوشش تو انسان کی ہو جتنی دنیاوی کوششیں ہوتی ہیں۔ دنیا کی طرف زیادہ کوشش ہوتی ہے اور دین کی طرف بہت کم کوشش۔ اسی وجہ سے پھر بعض لوگوں کو ابتلاء بھی آتے ہیں۔ مشکلات میں بھی پڑتے ہیں۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ لوگوں کو اولاد کی خواہش ہوتی ہے لیکن ہوتا یہ ہے کہ ’’بعض اوقات صاحب جائیداد لوگوں کو یہ کہتے سنا ہے کہ کوئی اولاد ہو جاوے جو اس جائیداد کی وارث ہو‘‘۔ گویا کہ اولاد کی خواہش صرف جائیداد کے لئے ہے ’’تا کہ جائیداد غیروں کے ہاتھ میں نہ چلی جاوے‘‘۔ آپ فرماتے ہیں ’’مگر وہ نہیں جانتے کہ جب مر گئے تو شرکاء کون اور اولاد کون؟‘‘ سبھی غیر بن جاتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ ’’اولاد کے لئے اگر خواہش ہو تو اس غرض سے ہو کہ وہ خادمِ دین ہو۔‘‘

پھر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ہمیں یہ بھی دعا سکھائی کہ وَ اَصۡلِحۡ لِیۡ فِیۡ ذُرِّیَّتِیۡ ۚؕ اِنِّیۡ تُبۡتُ اِلَیۡکَ وَ اِنِّیۡ مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ۔ (الاحقاف:16) کہ میرے لئے میری ذریّت کی بھی اصلاح کر دے۔ یقیناً میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور بلا شبہ میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔ یہاں اولاد کی اصلاح کرنے کی دعا کی ہے تو ساتھ اس بات کا بھی اقرار کیا ہے کہ میں تیری طرف رجوع کرنے والوں اور فرمانبرداروں میں سے بنوں یا ہوں۔ پس اولاد کے لئے جب دعا ہو تو اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل اور اللہ تعالیٰ کی کامل فرمانبرداری ضروری ہے تبھی دعا قبول ہوتی ہے۔ پس ماں کی بھی اور باپ کی بھی بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ بچوں کی اصلاح کے لئے، ان کی تربیت کے لئے مستقل اللہ تعالیٰ سے اپنی اولاد کی بہتری کے لئے دعا مانگتے رہیں اور اپنے نمونے اولاد کے لئے قائم کریں۔ اگر اپنے نمونے اس تعلیم کے خلاف ہیں جو اللہ تعالیٰ نے دی ہے، اگر اپنے نمونے اس نصیحت کے خلاف ہیں جو ماں باپ بچوں کو کرتے ہیں تو پھر اصلاح کی دعا میں نیک نیتی بھی نہیں ہوتی۔ اور جب اس طرح کا عمل نہ ہو تو پھر یہ شکوہ بھی غلط ہے کہ ہم نے اپنی اولاد کے لئے بہت دعا کی تھی لیکن پھر بھی وہ بگڑ گئی یا ہمیں ابتلاء میں ڈال دیا۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 14 جولائی 2017ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- غزل (منظوم)
- حضرت مسیح موعودؑ اور طب
- سورتوں کا تعارف
- آؤ اُردو سیکھیں

دربارِ خلافت

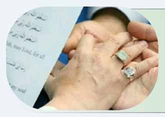

محسنین کون ہیں؟ ان کو خدا کا ساتھ کیسے ملتا ہے؟

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

فرمایا۔ وَالَّذِیۡنَ ھُمۡ مُّحۡسِنُوۡنَ۔ محسن کا مطلب ہے کسی کو انعام دینا۔ بغیر کسی کی کوشش کے اُس کو نوازنا یا کسی سے اچھا سلوک کرنا۔ ایسے جو نوازنے والے ہوتے ہیں وہ محسن کہلاتے ہیں۔ پھر محسن کا یہ مطلب بھی ہے کہ انسان کا اپنے کام میں کمال درجے کو حاصل کرنا۔ اپنے کام کا اچھا علم حاصل کرنا اور ہر عمل ایسا جو موقع اور محل کے لحاظ سے بہترین ہو۔ گویا محسن دو طرح کے ہیں۔ ایک وہ جو دوسروں کے لئے درد رکھتے ہوئے اُن کی خدمت پر ہر وقت تیار رہتے ہیں۔ قطع نظر اس کے کہ کوئی کس مذہب اور فرقے سے تعلق رکھتا ہے، کون کس قوم کا ہے؟ اُس کی خدمت پر مأمور ہیں، کوشش ہوتی ہے کہ ہم انسانیت کی خدمت کریں۔ اور پھر یہ بھی کہ وقت پڑنے پر دوسرے کے کام آکر اُس کی خدمت میں اس حد تک بڑھ جائیں کہ جس حد تک آسانیاں پیدا کرسکتے ہیں دوسرے کے لئے کی جائیں۔ پس ہر احمدی کا فرض ہے کہ اس جذبے کے تحت اُسے انسانیت کی خدمت کرنی چاہئے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت سے احمدی ہیں جو اس جذبے کے تحت خدمت کرتے ہیں، کام کرتے ہیں۔ بیشک وہ محسن تو ہوتے ہیں لیکن احسان جتانے والے نہیں ہوتے۔ محسن وہ نہیں جو احسان کر کے احسان جتائے۔ کیونکہ اگر احسان جتا دیا تو پھر تقویٰ اور اچھے خُلق کا اظہار نہیں ہوگا۔ تقویٰ تبھی ہے جب احسان کر کے پھر احسان جتایا نہ جائے۔

مَیں مثال دیتا ہوں۔ ہمارے انجینئرز ہیں، ڈاکٹر ہیں یا دوسرے شعبوں سے تعلق رکھنے والے نوجوان لڑکے ہیں، جب افریقہ میں والنٹیئرز جاتے ہیں جہاں بہت سارے پروجیکٹ شروع ہیں، وہ اُن میں کام کرنے کے لئے جاتے ہیں۔ مثلاً مقامی محروم لوگوں کو پینے کا پانی مہیا کرنے کے لئے ہینڈ پمپ لگا رہے ہیں۔ بجلی مہیا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اُن کے لئے سکول بنا رہے ہیں تاکہ اُن کے لئے تعلیم کی سہولتیں آسان ہو جائیں۔ صحت کی سہولیات مہیا کرنے کے لئے کلینک اور ہسپتال بنا رہے ہیں تاکہ اُن میں آسانیاں پیدا ہوں، اُن کی تکلیفوں کو دور کیا جائے۔ اور پھر ہمارے ٹیچر اور ڈاکٹر وہاں کئی کئی سال رہ کر خدمات سرانجام دیتے ہیں۔ نامساعد حالات میں وہاں رہتے ہیں۔ بعض ایسی جگہیں بھی ہیں جہاں بجلی نہیں، پانی نہیں، لیکن وہاں جا کر رہتے ہیں، خدمت کے جذبے کے تحت رہتے ہیں، اُن لوگوں میں شمار ہونے کے لئے وہاں جاتے ہیں جن کا شمار محسنین میں ہوتا ہے۔ تو یہ وہ خدمت اور نیک سلوک ہے جو کسی معاوضے کی لالچ میں نہیں ہوتا بلکہ خالصتاً اللہ تعالیٰ کا تقویٰ دل میں رکھتے ہوئے انسانیت کی خدمت کے لئے ہوتا ہے۔

اسی طرح دنیا کے مختلف ممالک میں جو طوفان اور زلزلے وغیرہ آتے ہیں وہاں بھی ہمارے ڈاکٹر اور والنٹیئر جاتے ہیں۔ ہیومینٹی فرسٹ کے تحت خدمت سرانجام دیتے ہیں اور کسی لالچ کے لئے نہیں جاتے بلکہ خالصتاً بقیہ صفحہ 3 پر

غزل

اٹھا کے روح مگر چھوڑ کر مَیں من اپنا
مَیں کن کے ہاتھ میں دے آیا ہوں وطن اپنا

کوئی بہار کا جھوٹا ہی مژدہ لے آئے
خزاں رسیدہ ہے مدت سے اب چمن اپنا

کسے خبر ہے کہاں کس کے گھر کو آگ لگی
کہ اپنے آپ میں سب شہر ہے مگن اپنا

ہر ایک سمت میں ہے آگ، سو وہ شعلہ بیاں
دکھا گیا سر منبر کمال فن اپنا

تو کیا اتار دیا جائے اب لباس خلق
بدل رہا ہے زمانہ جو پیرہن اپنا

رہے گا میری ضرورت کو بھی یہ ناکافی
کسی کے کام نہ آیا اگر یہ دھن اپنا

میں تنگ گلیوں سے گزرا تو یاد آئے بہت
کشادہ دل، کھلی بانہیں، کھلا صحن اپنا

کوئی تو تار ہے الجھی ہوئی وہیں پہ ابھی
کھلا جو دفتر اشعار دفعۃً اپنا

جو لخت لخت ڈبویا گیا لہو میں وطن
تو سر بہ سر ہے شرابور یہ بدن اپنا

فاروق محمود لندن

آج کی دعا

اَللّٰھُمَّ لَکَ سَجَدۡتُّ وَبِکَ اٰمَنۡتُ وَلَکَ أَسۡلَمۡتُ سَجَدَ وَجۡھِیَ لِلَّذِیۡ خَلَقَہٗ وَصَوَّرَہٗ وَشَقَّ سَمۡعَہٗ وَبَصَرَہٗ تَبَارَکَ اللّٰہُ أَحۡسَنُ الۡخَالِقِیۡنَ۔

(صحیح مسلم۔ کِتَابُ صَلَاۃِ الۡمُسَافِرِیۡنَ وَقَصۡرِھَا بَابُ الدُّعَآءِ فِیۡ صَلَاۃِ اللَّیۡلِ وَقِیَامِہٖ حدیث 1812)

ترجمہ: اے اللہ! میں نے تیرے ہی حضور سجدہ کیا اور تجھ ہی پر ایمان لایا اور اپنے آپ کو تیرے ہی حوالے کیا، میرا چہرہ اس ذات کے سامنے سجدہ ریز ہے جس نے اسے پیدا کیا، اس کی صورت گری کی اور اس کے کان اور اس کی آنکھیں تراشیں، برکت والا ہے اللہ جو بہترین خالق ہے۔

یہ سید ومولیٰ مقدس الانبیاء پیارے رسول حضرت محمد ﷺ کی نماز میں سجدہ کی دعا ہے۔

حضرت محمد بن مسلمہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کو نماز تہجد کے سجدوں میں یہ دعا کرتے تھے۔

مرسلہ: مریم رحمٰن

اداریہ

حضرت مسیح موعودؑ اور طب

قسط نمبر 3

سونے چاندی اور ریشم کا استعمال

عرض کی گئی کہ چاندی وغیرہ کے بٹن استعمال کئے جاویں؟ فرمایا کہ 3۔4ماشہ تک تو حرج نہیں لیکن زیادہ کا استعمال منع ہے۔اصل میں سونا چاندی عورتوں کی زینت کے لئے جائز رکھا ہے۔ہاں علاج کے طور پر ان کا استعمال منع نہیں۔جیسے کسی شخص کو کوئی عارضہ ہو اور چاندی سونے کے برتن میں کھانا طبیب بتلاوے تو بطور علاج کے صحت تک وہ استعمال کر سکتا ہے۔

ایک شخص آنحضرت ﷺ کے پاس آیا۔اسے جوئیں بہت پڑی ہوئی تھیں۔آپؐ نے حکم دیا کہ تو ریشم کا کرتہ پہنا کر اس سے جوئیں نہیں پڑتیں۔ (ایسے ہی خارش والے کے لئے ریشم کا لباس مفید ہے۔)

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ 120-121)

درباره عورتوں کے امراض

عورتوں کے بعض امراض اس قسم کے ہوتے ہیں کہ ان کے علاج کے لئے کھلی ہوا کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے بعض رؤساء میں جو اشد درجہ کا پردہ رائج ہے میں اس کے خلاف ہوں۔بعض عورتوں کو بعض وقت کھلی ہوا میں پھرانا چاہئے۔دیکھو حضرت عائشہ صدیقہؓ رفع حاجت کے لئے باہر جایا کرتی تھیں کیا پھر آجکل کے رؤساء کی عورتیں ان سے بڑھ کر ہیں؟

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ 213)

درباره برف کی قلفیاں

اس کے بعد سردی کی شدت کا ذکر رہا کہ رات کو برف جم گئی اور اکثر لڑکوں نے اس سے قلفیاں بنا کر کھائیں جس سے اکثر بیمار ہو گئے ہیں۔ اس لئے آپ نے فرمایا کہ اس کا استعمال اس موسم میں بہت مضر ہے۔

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ 296)

درباره کثرت پیشاب

آپ دودھ کثرت سے پئیں۔وہ اس مرض میں بہت مفید ہے۔

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ 329)

طب ماتحت حکم خدا

طب اور معالجات کا تذکرہ تھا۔ فرمایا :

طب ماتحت حکم خدا

یہ سب ظنّی باتیں ہیں۔علاج وہی ہے جو خدا تعالیٰ اندر ہی اندر کر دیتا ہے جو ڈاکٹر کہتا ہے کہ یہ علاج یقینی ہے وہ اپنے مرتبہ اور حیثیت سے آگے بڑھ کر قدم رکھتا ہے۔بقراط نے لکھا ہے کہ میرے پاس ایک دفعہ ایک بیمار آیا۔میں نے بعد دیکھنے حالات کے حکم لگایا کہ یہ ایک ہفتہ بعد مر جائے گا۔ تیس سال کے بعد میں نے اس کو زندہ پایا۔

بعض ادویہ کو بعض طبائع کے ساتھ مناسبت ہوتی ہے۔اسی بیماری میں ایک کے واسطے ایک دوا مفید پڑتی ہے اور دوسرے کے واسطے ضرر رساں ہوتی ہے۔جب بُرے دن ہوں تو مرض سمجھ میں نہیں آتا۔اور اگر مرض سمجھ میں آجائے تو پھر علاج نہیں سُوجھتا۔اسی واسطے مسلمان جب ان علوم کے وارث ہوئے تو انہوں نے ہر امر میں ایک بات بڑھائی۔نبض دیکھنے کے وقت سُبۡحٰنَکَ لَا عِلۡمَ لَنَاۤ اِلَّا مَا عَلَّمۡتَنَا کہنا شروع کیا اور نسخہ لکھنے کے وقت ھُوَالشَّافِی لکھنا شروع کیا۔

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ 383)

ذکر درباره بیماریاں

کچھ بیماریوں کا ذکر تھا۔ فرمایا:

میرا مذہب بیماریوں کے دعا کے ذریعہ سے شفا کے متعلق ایسا ہے کہ جتنا میرے دل میں ہے اتنا میں ظاہر نہیں کر سکتا۔طبیب ایک حد تک چل کر ٹھہر جاتا ہے اور مایوس ہو جاتا ہے مگر اس کے آگے خدا تعالیٰ دعا کے ذریعہ سے راہ کھول دیتا ہے۔

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ 386)

دودھ اور بخار

اگر دودھ ہضم ہونے لگ جاوے تو بخار اس سے بھی ٹوٹ جاتا ہے۔

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ 292)

ذیابیطس اور شہد

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ

اس سے مجھے سخت تکلیف تھی۔ڈاکٹروں نے اس میں شیرینی کو سخت مضر بتلایا ہے آج میں اس پر غور کر رہا تھا تو خیال آیا کہ بازار میں جو شکر وغیرہ ہوتی ہے اسے تو اکثر فاسق فاجر لوگ بناتے ہیں اگر اس سے ضرر ہوتا ہے تو تعجب کی بات نہیں۔مگر عسل (شہد) تو خدا تعالیٰ کی وحی سے تیار ہوا ہے۔اس لئے اس کی خاصیّت دوسری شیرینیوں کی سی ہرگز نہ ہو گی۔اگر یہ ان کی طرح ہوتا تو پھر سب شیرینی کی نسبت شفاءٌ للناس ملنا فرمایا جاتا۔مگر اس میں صرف عسل ہی کو خاص کیا ہے۔پس یہ خصوصیت اس کے نفع پر دلیل ہے اور چونکہ اس کی تیاری بذریعہ وحی کے ہے اس لئے مکھی جو پھولوں سے رس چُوستی ہو گی تو ضرور مفید اجزاء کو ہی لیتی ہو گی۔اس خیال سے میں نے تھوڑے سے شہد میں کیوڑا ملا کر اسے پیا تو تھوڑی دیر کے بعد مجھے بہت فائدہ حاصل ہوا حتیٰ کہ میں نے چلنے پھرنے کے قابل اپنے آپ کو پایا اور پھر گھر کے آدمیوں کو لے کر باغ تک چلا گیا اور وہاں دس رکعت اشراق نماز ادا کیں۔

(ملفوظات جلد ہفتم صفحات 248-249)

(ابو سعید)

بقیہ: دربار خلافت ...... از صفحہ 2

اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے جاتے ہیں۔اور بھی بہت سارے لوگ ہیں جو خدمت کر رہے ہوں گے لیکن اُن کے پیشِ نظر اللہ تعالیٰ کی رضا نہیں ہوتی۔تو جو لوگ خدمت کر رہے ہیں، نیک سلوک کر رہے ہیں، اپنے علم اور عمل سے دوسروں کو فائدہ پہنچا رہے ہیں اور صرف اس لئے کہ خدا تعالیٰ کو راضی کرنا ہے تو یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو متقی بھی ہیں اور محسن بھی ہیں۔جیسا کہ مَیں پہلے بھی ایک خطبے میں بتا چکا ہوں کہ احمدی انجینئر جو ہیں انہوں نے برکینا فاسو میں ایک ماڈل ولیج بنایا جس میں بجلی پانی کی سہولت ہے۔پکے فٹ پاتھ، سٹریٹ لائٹس، کمیونٹی سنٹر ہے جو مقامی ضرورت کو پورا کرنے والا ہے، اُس میں جمع ہو کے وہ اپنے فنکشن کرتے ہیں۔اسی طرح چھوٹے سے گرین ہاؤس ہیں جس میں سبزیاں وغیرہ لگائی جاتی ہیں جو مقامی ضرورت کو پورا کر سکیں۔اُن کو اِری گیشن (Irrigation) کے لئے پانی مہیا کرنا، اسی طرح ہمارے آدمی ہینڈ پمپ وغیرہ مختلف دیہاتوں میں لگا رہے ہیں۔جب یہ کام کر رہے ہوتے ہیں اور جب کام مکمل ہو جاتا ہے تو وہاں کے مقامی لوگوں کی جو خوشی ہوتی ہے وہ دیکھنے والی ہوتی ہے۔جب یہ تصویریں لے کے یہاں آتے ہیں تو احساس ہوتا ہے کہ کتنا بڑا کام ہے۔جس کو ہم تو معمولی سمجھ رہے تھے لیکن اُن لوگوں کے نزدیک اس کی کتنی اہمیت ہے۔اُن کے چہروں پر کس طرح خوشی ہے۔آٹھ دس سال کا بچہ جو پانچ پانچ میل سے ایک بالٹی سر پر اُٹھا کر لے کے آ رہا ہو، اُس کے لئے تو یہ ایک نعمت ہے کہ اُس کو گھر میں پینے کا صاف پانی مل جائے۔اب یہ سب کام جو ہے یہ کسی بدلے کے طور پر تو نہیں ہو رہا اور نہ پھر کبھی احسان جتایا جاتا ہے۔بلکہ ہمارے نوجوان اور انجینئر جب کام کر کے واپس آتے ہیں تو شکر گزار ہوتے ہیں کہ آپ نے ہمیں موقع دیا اور یہ بھی وعدہ کرتے ہیں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ بھی جائیں گے۔

(خطبہ جمعہ 3 فروری 2012ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

مترجم: ابو سلطان

سورتوں کا تعارف

(آخری قسط)

سورۃ الفیل (105 ویں سورۃ)

(مکی سورۃ، تسمیہ سمیت اس سورۃ کی 6 آیات ہیں)

ترجمہ از انگریزی ترجمہ قرآن (حضرت ملک غلام فرید صاحب)

ایڈیشن 2003ء

وقت نزول اور سیاق و سباق

یہ سورۃ نہایت ابتدائی مکی دور کی ہے۔ اس کا عنوان اصحاب الفیل کے محاورہ سے لیا گیا ہے یعنی ہاتھی والے، جو اس سورۃ کی دوسری آیت میں ہے، ابرہہ کی فوج کو یہ نام دیا گیا ہے کیونکہ ان کے پاس ایک یا متعدد ہاتھی تھے۔ اس سورۃ میں ابرہہ اشرم کے مکہ پر حملے کا ذکر ہے جو یمن کا والی تھا اور ابی سینیا کے عیسائی بادشاہ کے ماتحت تھا اور کعبہ کو منہدم کرنے کے ارادے سے آیا تھا۔ ابرہہ کے حملے کی ایک وجہ نجاشی کی نظر میں مقام حاصل کرنا بھی تھا جو ابی سینیا کا بادشاہ تھا اور یہ بھی کہ عربوں کے اتحاد اور (خانہ کعبہ سے جڑی) روایات کو توڑا جاسکے اور عربوں کی قومی غیرت اور حمیت کو دبایا جاسکے، جو عنقریب ایک نبی کی بعثت کے انتظار میں تھے اور یہ بھی تا کہ اس حملہ سے عربوں کی توجہ کعبہ سے دور ہٹائی جا سکے اور عربوں میں عیسائیت کا پرچار کیا جاسکے۔ ابرہہ نے اس مقصد کے حصول کے لئے یمن کے دارالحکومت میں صنعاء کے مقام پر ایک گرجہ (قلسوۃ نامی۔ مترجم) بھی تعمیر کیا۔ تاہم جب وہ چاپلوسی اور زبردستی دباؤ ڈالنے کے باوجود عربوں کی توجہ اس گرجا کی طرف نہیں پھیر سکا اور وہ کعبہ کی تعظیم کے ہی قائل رہے تو وہ غم وغصہ سے بھر گیا اور بیس ہزار مضبوط فوجیوں کی ایک عظیم فوجی طاقت کے بل بوتے پر مکہ کا رخ کیا، تا کہ وہ کعبہ کو جڑوں سے اکھیڑ دے۔ جب وہ مکہ سے کچھ میل پہلے رکا تو اس نے قریش کے سرداروں سے بات کرنا چاہی تا کہ وہ (اپنے زعم میں) کعبہ کی قسمت کا فیصلہ کرے۔ قریش کی نمائندگی میں سب سے معزز اور قابل احترام حضرت عبد المطلب جو آپ ﷺ کے دادا تھے، ابرہہ کو ملے، جو آپ سے خوب مرعوب ہوا اور بے حد تعظیم کی۔ مگر ابرہہ کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب بجائے کعبہ پر حملہ نہ کرنے اور اسے بچانے کی بات کرنے کے، آپ نے ابرہہ سے اپنے دو سو اونٹ واپس کرنے کا مطالبہ کیا جو اس کے (جاسوسی کے لئے آنے والے) فوجی چراہ گاہ سے لے گئے تھے۔ جب ابرہہ نے حضرت عبد المطلب سے کہا کہ اسے اس بات کی امید نہ تھی کہ وہ اس قدر معمولی مطالبہ اس کے سامنے رکھیں گے جبکہ وہ ان کی مقدس عبادت گاہ کو تباہ کرنے کے ارادے سے آیا ہے تو حضرت عبد المطلب نے اپنے دل کا غبار یوں نکالا اور کعبہ کی سلامتی کے متعلق اپنے کامل ایمان کا اظہار ان تاریخ ساز الفاظ میں کیا کہ 'میں ان اونٹوں کا مالک ہوں اور کعبہ کا بھی ایک مالک ہے جو اس کی حفاظت کرے گا۔ الکامل)۔ بالآخر یہ بات چیت غیر مؤثر ثابت ہوئی اور یہ جان لینے کے بعد کہ ابرہہ کے مقابل پر قریش کوئی مزاحمت نہیں دکھا سکتے حضرت عبد المطلب نے اپنے ہم وطنوں کو نصیحت کی کہ وہ قریبی پہاڑوں کے دامن کی طرف چلے جائیں۔ مکہ کی بستی کو چھوڑتے ہوئے حضرت عبد المطلب نے غلاف کعبہ کو پکڑ کر خوب آہ وزاری سے ان الفاظ میں خدا کے حضور دعا کی کہ 'جیسے ایک آدمی اپنے گھر اور جائیداد کی لٹیروں سے حفاظت کرتا ہے، اے خدا تو بھی اپنے گھر کی حفاظت فرما اور عیسائیوں کو کعبہ پر غلبہ نہ عطا کر' (الکامل، سر ولیم میور)

ابرہہ کی فوج نے ابھی پیش قدمی شروع ہی کی تھی کہ خدائی عذاب نے انہیں آلیا۔ میور کے مطابق ایک مہلک وبا ان میں پھوٹ پڑی۔ اس وبا کے باعث ان کے جسموں پر مہلک آبلے (پھنسی) اور پھوڑے نکل آئے جو ممکنہ طور پر چیچک کی ایک مہلک قسم تھی۔ پریشانی اور مایوسی کے باعث اس کی فوج نے پیچھے ہٹنا شروع کر دیا۔ جب فوج کا کوئی راہنما نہ رہا تو وہ ان (بیابان) وادیوں میں ہلاک ہونے لگے اور ایک سیلاب نے انہیں سمندر کی طرف دھکیل دیا۔ سیلاب میں بہنے والوں میں شاذ کے طور پر ہی کوئی زندہ بچ سکا۔ جہاں تک ابرہہ کا تعلق ہے تو وہ بھی اس مہلک بیماری میں گرفتار ہوا اور اسکے جسم پر بدبودار زخم نمایاں ہوگئے اور صنعاء واپس پہنچنے پر نہایت قابل رحم حالت میں مرا۔ معین طور پر اس واقع کا ذکر اس سورۃ میں کیا گیا ہے۔ اس حقیقت کی تصدیق کہ ابرہہ کا لشکر چیچک سے تباہ ہوا تھا، مستند مؤرخ ابنِ اسحاق نے بھی کی ہے۔ ابن اسحاق نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے، جو آپ ﷺ کی نیک اور ذہین زوجہ مطہرہ تھیں کہ آپؓ نے مکہ میں دو نابینا بھکاری دیکھے اور پوچھنے پر کہ یہ دونوں کون ہیں آپؓ کو بتایا گیا کہ وہ ابرہہ کے ہاتھیوں کے رتھ بان ہیں۔

سورۃ قریش (106 ویں سورۃ)

(مکی سورۃ، تسمیہ سمیت اس سورۃ کی 5 آیات ہیں)

وقت نزول اور سیاق و سباق

یہ سورۃ اپنی سابقہ سورۃ (الفیل) کی طرح نبوت کے ابتدائی سالوں میں مکہ میں نازل ہوئی۔ اگرچہ یہ ایک الگ اور ہر لحاظ سے مکمل سورۃ ہے تاہم اس کے مضامین سورۃ الفیل سے اس قدر جڑے ہوئے ہیں کہ بعض مفسرین نے غلطی سے اس کو سورۃ الفیل کا حصہ ہی قرار دے دیا ہے۔ سورۃ الفیل میں ایک واضح اور پر زور تفصیل ابرہہ کی فوج کی تباہی کی بیان ہوئی تھی (جو کعبہ کو تباہ کرنے کے لئے آیا تھا) اور یہ تباہی ایک الٰہی وبا کے ذریعہ ہوئی جس نے بعد ازاں چیچک کا روپ دھار لیا۔

موجودہ سورۃ میں اللہ تعالیٰ قریش کو یاد کرواتا ہے کہ انہیں واجب ہے کہ اس کی عبادت کریں (جو خانہ کعبہ کا رب ہے) کیونکہ اس گھر کی حفاظت کی ذمہ داری خدا نے خود لی ہے جو انہیں بھوک اور خوف سے بچائے گا۔ سابقہ سورۃ میں کعبہ کے دشمن کا ذکر کیا گیا تھا اور اس الٰہی عذاب کا جس نے انہیں اپنی پکڑ میں لیا جب اس (دشمن) نے خدا کے گھر پر حملے کا ارادہ کیا۔ موجودہ سورۃ میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ کس طرح مکہ کی بے آب وگیاہ وادی میں خدا نے اس گھر کے والیوں کے لئے ہر طرح کا پھل مہیا کیا اور انہیں ہر خوف سے امن بخشا۔

سورۃ الماعون (107 ویں سورۃ)

(مکی سورۃ، تسمیہ سمیت اس سورۃ کی 8 آیات ہیں)

وقت نزول اور سیاق و سباق

یہ سورۃ نہایت ابتدائی مکی دور کی ہے۔ سابقہ سورۃ (قریش) میں یہ ذکر ہے کہ خدا نے قریش کو ہر طرح کے خطرے سے امن بخشا ہے اور تمام ضروریات زندگی مہیا کی ہیں جو اس کے خاص فضلوں کی وجہ سے ہے نہ کہ ان کے کسی عمل کی وجہ سے ہے اور نہ اس لئے کہ وہ ان نعمتوں کے حقدار تھے۔ انہیں بتایا گیا تھا ان نعمتوں کے حصول پر انہیں شکرانے کے طور پر اپنے رحمٰن خدا کی مخلص ہو کر عبادت کرنی چاہیئے تھی جبکہ انہوں نے دنیاداری کو ترجیح دی اور بت پرستی میں مشغول ہوگئے۔ موجودہ سورۃ میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ دنیا کی محبت، قوموں میں آخرت پر ایمان کو کمزور کر دیتی ہے اور خدا کی محبت فراموش ہو جاتی ہے۔ یہ سورۃ دو بنیادی اسلامی احکامات کو بیان کرتی ہے جن کا انکار خود مذہب کے انکار پر منتج ہوتا ہے یعنی خدا کی عبادت اور حقوق العباد کی ادائیگی کرنا۔

سورۃ الکوثر (108 ویں سورۃ)

(مکی سورۃ، تسمیہ سمیت اس سورۃ کی 4 آیات ہیں)

وقت نزول اور سیاق و سباق

قرآن کریم کی نہایت ابتدائی وحی ہونے کی وجہ سے یہ سورۃ اس بات کا ثبوت ہے کہ قرآن کریم خدا کا کلام ہے اور یہ بھی کہ اس کی ترتیب بھی الہامی ہے اور الٰہی ہدایت پر مبنی ہے۔ کیونکہ یہ سورۃ نہایت ابتدائی مکی دور کی ہے، ممکنہ طور پر نبوت کے پہلے چار سالوں میں اس کا نزول ہوا مگر اس کو قرآن کریم کے تقریباً اختتام پر رکھا گیا ہے۔ جس ترتیب سے قرآن کریم نازل ہوا تھا آج اس سے مختلف ترتیب میں محفوظ ہے۔ یہ یقینی طور پر قرآن کریم کا معجزہ ہے کہ جس ترتیب سے یہ نازل ہوا ہے وہ اس زمانے کی ضرورت کے مطابق تھی۔ مگر اس کی موجودہ ترتیب انسانی ضرورتوں کے عین مطابق ہے اور قیامت تک کے لئے موزوں ہے۔

اس سورۃ میں جو وعدہ کیا گیا ہے وہ اس زمانے میں کیا جا رہا تھا جب آپ ﷺ کو مکہ سے باہر شاید ہی کوئی جانتا تھا اور آپ کا دعویٰ کہ آپ انسانیت کے آخری نجات دہندہ کے طور پر مبعوث ہوئے ہیں، کو آپ کے ہم وطن سنجیدگی سے نہیں لے رہے تھے۔ یہ وعدہ نہایت پر زور الفاظ میں تھا اور الفاظ یوں تھے کہ 'ہم نے تجھے خیر (بھلائی) کی کثرت عطا کی ہے'، جن سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ کو پہلے ہی بھلائی مل چکی ہے۔ کمال کی بات یہ ہے کہ قرآن کریم کا منجانب اللہ ہونے کا ثبوت فراہم کرنے کے لئے اس سورۃ کو ایسے وقت میں نازل کیا گیا جب دنیاوی لحاظ سے اس وعدہ کا پورا ہونا محال تھا اور ترتیب کے لحاظ سے اس سورۃ کو آخر میں رکھا گیا ہے جبکہ (قاری قرآن کے لئے) یہ وعدہ پہلے ہی پورا ہو چکا ہوتا ہے۔ اس سورۃ کا اپنی سابقہ سورۃ (الماعون) سے تعلق یوں ہے کہ سابقہ سورۃ میں منافقوں کی چند ظاہری بدیاں بیان کی گئی تھیں اور موجودہ سورۃ میں مؤمنوں کی چند گرانقدر نیکیوں کا ذکر ہے جن میں سخاوت، نمازوں کی باقاعدگی سے ادائیگی، خدا کے لئے مخلص ہونا اور قومی ترقی کے لئے ہر قربانی کے لئے تیار ہونا شامل ہیں۔

سورۃ الکافرون (109 ویں سورۃ)

(مکی سورۃ، تسمیہ سمیت اس سورۃ کی 7 آیات ہیں)

وقت نزول اور سیاق و سباق

جمہور اتفاق رائے کے مطابق یہ سورۃ مکہ میں نازل ہوئی۔ حضرت حسنؓ، حضرت عکرمہؓ اور حضرت ابن مسعودؓ کی یہی رائے ہے۔ نوڈلکے نے اس سورۃ کا وقت نزول چار نبوی رکھا ہے۔ اس سورۃ کا سابقہ سورۃ (الکوثر) سے گہرا تعلق ہے۔ سابقہ سورۃ میں بتایا گیا تھا کہ روحانی اور مادی افضال اور نعمتیں آپ ﷺ کو اس کثرت سے عطا ہوں گی کہ انسانی تاریخ

میں اس کی نظیر نہ ملے گی۔ موجودہ سورۃ میں ایسے کفار جن کے بارے میں الٰہی فیصلہ صادر ہو چکا ہے اور اب وہ اسلام قبول کرنے والے نہیں ہیں کو تنبیہ کی گئی ہے کہ آپ ﷺ کی تائید و نصرت میں ایسے واضح نشانات مشاہدہ کرنے کے بعد انہوں نے آپ ﷺ کو جھٹلایا ہے تو وہ کیونکر مسلمانوں سے یہ امید رکھ سکتے ہیں کہ وہ اپنے عقائد سے منہ موڑلیں گے اور ان کے بے وقوفانہ عقائد کو قبول کرلیں گے؟

آپ ﷺ نے فرمایا کہ سورۃ الاخلاص قرآن کریم کے ایک تہائی کے برابر ہے اور موجودہ سورۃ (الکافرون) قرآن کریم کے ایک چوتھائی کے برابر ہے اور جو کوئی بھی ان سورتوں کی کثرت سے تلاوت کرے گا اور ان کے مضامین میں سنجیدگی سے غور و فکر کرے گا تو اس کی عزت اور مرتبہ میں غیر معمولی اضافہ ہوگا۔ یعنی سورۃ الاخلاص جو بنیادی اسلامی عقیدہ توحید کو بیان کرتی ہے اور موجودہ سورۃ میں مومنوں کو حکم دیا گیا ہے کہ پوری بہادری سے اپنے ایمان پر قائم رہیں خواہ حالات کیسے تکلیف دہ اور بدترین کیوں نہ ہوں۔ اس لئے جو کوئی بھی ان دونوں سورتوں کی اہمیت کو سمجھ لے گا وہ ضرور معزز ٹھہرے گا۔

سورۃ النصر (110 ویں سورۃ)

(مکی سورۃ (بعد از ہجرت)، تسمیہ سمیت اس سورۃ کی 4 آیات ہیں)

وقت نزول اور سیاق و سباق

یہ سورۃ مدنی ہے اس لحاظ سے کہ یہ ہجرت کے بعد نازل ہوئی، مگر ساتھ ہی یہ سورۃ مکی بھی ہے اس لحاظ سے کہ یہ حجۃ الوداع کے موقع پر مکہ میں نازل ہوئی تھی۔ آپ ﷺ کی وفات سے 70 یا 80 دن قبل۔ جملہ مستند تاریخی مواد، ثقہ روایات اور مستند راویوں جن میں حضرت عبد اللہ بن عمرؓ، جو آپ ﷺ کے اکابر صحابہ میں شمار کئے جاتے ہیں، کی اس سورۃ کے وقت نزول کے بارے میں یہی رائے ہے۔ یہ آخری مکمل نازل ہونے والی سورۃ ہے گو سب سے آخری قرآنی وحی سورۃ المائدۃ کی آیت نمبر چار ہے۔

سابقہ سورۃ میں کفار کو بتایا گیا تھا کہ انکا زندگی کا نظریہ، اصول و ضوابط، مذہبی رسومات اور عبادت کے طریق مؤمنوں سے بالکل الگ ہیں اور ان دونوں کے درمیان سمجھوتے کی کوئی صورت ممکن نہیں ہے۔ انہیں اپنے بد اعمال کا نتیجہ بھگتنا پڑے گا جبکہ مسلمان اپنے نیک اعمال کے بدلے اچھے پھل پائیں گے۔ موجودہ سورۃ میں مؤمنوں کو بتایا گیا ہے کہ ان کی فتح کا وعدہ آچکا ہے اور لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہو رہے ہیں لہٰذا انہیں اور خاص طور پر آپ ﷺ کو اپنے رب کا شکر گزار ہونا چاہیئے، اس کی تسبیح کرنی چاہیئے اور اپنی کوتاہیوں پر اس کی حفاظت طلب کرنی چاہیئے اور ان اخلاقی کمزوریوں پر بھی جو عموماً کسی بھی جماعت میں اس وقت راہ پا جاتی ہیں جب لوگ کثرت سے شامل ہوتے ہیں کیونکہ بڑی تعداد میں نئے شاملین کو اس جماعت کی تعلیمات کو سمجھنے اور ذہن نشین کرنے میں کمی رہ جاتی ہے اور وہ پہلی روح باقی نہیں رہتی۔

سورۃ اللھب (111 ویں سورۃ)

(مکی سورۃ تسمیہ سمیت اس سورۃ کی 6 آیات ہیں)

وقت نزول اور سیاق و سباق

اس سورۃ کے ابتدائی مکی دور کے ہونے کے حوالہ سے جملہ مسلم علماء کی رائے اور مفسرینِ قرآن میں یکسانیت پائی جاتی ہے۔ نوڈلکے اور میور نے بھی اسی رائے سے اتفاق کیا ہے۔ چند علماء کی رائے ہے کہ یہ سورۃ زمانی اعتبار سے پانچویں نازل ہونے والی سورۃ ہے اور اس سے قبل نازل ہونے والی چار سورتیں بالترتیب سورۃ العلق، سورۃ القلم، سورۃ المزمل اور سورۃ المدثر ہیں۔ جیسا کہ اس سورۃ کے عنوان سے ظاہر ہے اس میں سخت غصہ کرنے والے اور بھڑکیلے مزاج لوگوں کا ذکر ہے جو شعلہ بیان ہوں۔ سورۃ الکوثر میں آپ ﷺ سے دو طرح کے وعدے کئے گئے تھے ایک تو آپ کے ماننے والوں کا کثرت سے اضافہ ہونا اور دوسرا اسلام کے دشمنوں کا نیست و نابود ہو جانا۔ سابقہ سورۃ (النصر) میں پہلے وعدے کے پورا ہونے کا بیان تھا اور موجودہ سورۃ میں دوسرے وعدے کا پورا ہونا بیان کیا گیا ہے۔

سورۃ الاخلاص (112 ویں سورۃ)

(مکی سورۃ تسمیہ سمیت اس سورۃ کی 5 آیات ہیں)

وقت نزول اور سیاق و سباق

حضرت حسنؓ، حضرت عکرمہؒ اور حضرت ابن مسعودؓ جو آپ ﷺ کے ابتدائی صحابہ میں سے ہیں، کے نزدیک یہ سورۃ نہایت ابتدائی مکی دور کی ہے۔ تاہم حضرت ابن عباسؓ جو اگرچہ حضرت ابن مسعودؓ سے تو کافی چھوٹی عمر کے ہیں اور صحابہ میں علم و عرفان میں ایک اعلیٰ مقام رکھتے ہیں، کے نزدیک یہ سورۃ مدینہ میں نازل ہوئی۔ یوں آپ ﷺ کے دو نہایت اکابر اور معتبر صحابہ میں اختلاف کے باعث بعض مفسرین قرآن کا خیال ہے کہ یہ سورۃ دو مرتبہ نازل ہوئی تھی، پہلے مکہ میں پھر دوسری مرتبہ مدینہ میں۔

اس سورۃ کے مضامین کی اہمیت کے حوالہ سے اس سورۃ کے کئی نام ہیں جن میں زیادہ اہمیت کے حامل درج ذیل ہیں:

التفرید، التجرید، التوحید، الاخلاص، المعرفۃ، الصمد، الاحد، النور وغیرہ۔ کیونکہ اس سورۃ کے مضامین کا تعلق اسلام کے بنیادی عقیدہ توحید سے ہے۔ اس سورۃ کی غیر معمولی شان یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ قرآن کریم کی سب سے بڑی (شان والی) سورۃ ہے۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رات کو سونے کے لئے بستر پر جانے سے پہلے آپ ﷺ اس سورۃ کی اور آخری دو سورتوں (مُعَوِّذَتَیْنِ) کی تلاوت تین مرتبہ فرماتے تھے (داؤد)۔

اس سورۃ کا عنوان اخلاص ہے کیونکہ اس کی تلاوت اور مضامین پر غور و فکر اس کے قاری کو خدا کے قریب لے آتا ہے۔ جو بات اس سورۃ کی اہمیت کو اور بھی زیادہ بڑھا دیتی ہے وہ یہ ہے کہ جیسے سورۃ الفاتحہ کو پورے قرآن کا خلاصہ سمجھا جاتا ہے اسی طرح یہ سورۃ اور اس کے بعد آنے والی دو سورتیں (مُعَوِّذَتَیْنِ) سورۃ الفاتحہ کے مضامین کا اعادہ ہیں۔ یہ سورۃ اللہ تعالیٰ کی چار بنیادی تنزیہی صفات کو بیان کرتی ہے جبکہ سورۃ الفاتحہ چار تشبیہی صفات کو بیان کرتی ہے۔

سورۃ الفلق (113 ویں سورۃ)

(مدنی سورۃ تسمیہ سمیت اس سورۃ کی 6 آیات ہیں)

وقت نزول اور سیاق و سباق

موجودہ سورۃ اور قرآن کریم کی آخری سورۃ (الناس) آپس میں اس قدر مربوط ہیں کہ اگرچہ دونوں اپنی ذات میں مکمل اور آزاد ہیں پھر بھی سورۃ الناس اور موجودہ سورۃ (مضامین کے اعتبار سے) آپس میں لازم و ملزوم ہیں۔ موجودہ سورۃ اپنے مضامین کے ایک حصہ پر روشنی ڈالتی ہے تو اگلی سورۃ دوسرے حصہ پر۔ یہ دونوں سورتیں معوذتین کہلاتی ہیں یعنی دو ایسی سورتیں جن میں اللہ کی پناہ طلب کی گئی ہے کیونکہ یہ دونوں ایک ہی محاورہ سے شروع ہوتی ہیں یعنی اَعُوْذُ بِاللّٰہِ سے۔ ان دونوں سورتوں کے وقت نزول کے بارے میں بہت زیادہ اختلاف پایا جاتا ہے۔ چند علماء جن میں حضرت ابن عباسؓ اور حضرت قتادہؒ شامل ہیں، ان سورتوں کو مدنی قرار دیتے ہیں جبکہ حضرت حسنؒ، حضرت عکرمہؒ، حضرت عطاءؒ اور حضرت جابرؓ ان کو مکی قرار دیتے ہیں۔ یوں جملہ حقائق اور تاریخی مواد کو جانچنے کے بعد اکثریت مسلم علماء اور مفسرین کی رائے میں یہ مکی سورتیں ہیں۔

مضامین کا خلاصہ

ان دونوں سورتوں کا سورۃ الاخلاص سے تعلق یوں بنتا ہے کہ سورۃ الاخلاص میں مؤمنوں کو حکم دیا گیا ہے کہ پوری دنیا میں پرچار کریں کہ خدا ایک ہے اور بے نیاز ہے اور کسی بھی چیز کی دسترس سے باہر ہے اور کسی بھی انسان میں اس کی ہمنوائی کی طاقت نہیں۔ ان دونوں سورتوں میں مؤمنوں کو بتایا گیا ہے کہ انہیں کسی ظالم، آمر یا حکمران سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے اور انہیں اپنے ایمان پر کہ خدا اس کائنات کا اکیلا راہنما اور چلانے والا ہے، مضبوطی سے قائم رہنا چاہیئے اور یہ کہ خدا طاقت رکھتا ہے کہ اپنے جانثاروں کو ہر طرح کی تکلیف اور مصیبت سے بچائے، جو ظلمت کی طاقتیں انہیں پہنچانا چاہتی ہیں۔

اگرچہ یہ دونوں سورتیں قرآن کریم کا لازمی حصہ ہیں تاہم ان دونوں کو قرآن کریم کا اختتامیہ (اختتامی حصہ) قرار دیا جاسکتا ہے۔ قرآن کریم کا اصل متن یوں لگتا ہے جیسے سورۃ الاخلاص پر ختم ہو جاتا ہے جو ایک خلاصہ کے طور پر بنیادی قرآنی تعلیمات کو بیان کرتی ہیں اور ان دونوں (آخری) سورتوں میں مؤمنوں کو حکم دیا گیا ہے کہ سیدھے راستے پر رہنے کے لئے خدا کی پناہ طلب کریں اور ان بدیوں اور برائیوں سے بھی جو ان کی مادی ترقیات کے ساتھ ساتھ روحانی ترقی کو بھی بری طرح سے متاثر کر سکتی ہیں۔ آپ ﷺ ان تینوں سورتوں (الاخلاص، الفلق اور الناس) کو سونے سے پہلے تلاوت فرمایا کرتے تھے۔

سورۃ الناس (114 ویں سورۃ)

(مدنی سورۃ تسمیہ سمیت اس سورۃ کی 7 آیات ہیں)

وقت نزول اور سیاق و سباق

یہ سورۃ جو مُعَوِّذَتَیْنِ میں سے دوسری ہے، اپنی سابقہ سورۃ (الفلق) کے مضمون کو جاری رکھتی ہے اور یوں دونوں لازم و ملزوم بن جاتی ہیں۔ اس طرح کہ سورۃ الفلق میں مؤمنوں کو حکم دیا گیا تھا کہ دنیاوی زندگی میں اپنی تکلیفوں اور مشکلات میں خدا سے پناہ طلب کریں جبکہ موجودہ سورۃ میں ایسی آزمائشوں اور ابتلاؤں سے خدا کی پناہ طلب کرنے کا حکم ہے جو انسان کی روحانی ترقی پر اثر انداز ہو سکتی ہیں۔ یہ پناہ محض زبانی دعاوی سے طلب کرنے کا حکم نہیں ہے بلکہ ایسے اعمال سے بھی جو خدا کے فضلوں کو سمیٹنے والے ہوں۔ یہ وہ اہم ترین حکم ہے جس کی طرف 'قُلْ' کے لفظ میں اشارہ کیا گیا ہے یعنی کہہ دے۔ اس سورۃ کا عنوان نہایت موزوں طور پر الناس رکھا گیا ہے جیسا کہ (الناس) لوگوں کے رب، بادشاہ اور پیدا کرنے والے سے پناہ طلب کی گئی ہے، انسانوں اور جنوں میں سے دھوکہ دینے والوں اور وسوسہ پیدا کرنے والوں سے، جو لوگوں کے دلوں میں برے خیالات اور وسوسہ ڈالتے ہیں۔ یہ سورۃ، اپنی سابقہ سورۃ (الفلق) کے ساتھ ہی نازل ہوئی تھی اور اس سورۃ کے ساتھ مل کر قرآن کریم کا موزوں ترین اختتام کرتی ہے۔

تَمَّتْ بِالْخَیْرِ

عاطف وقاص ۔ کینیڈا

آؤ! اُردو سیکھیں

سبق نمبر 8

سبق نمبر 8 سے اردو زبان میں وقت کے لحاظ جو تبدیلی آتی ہے اس پر بات شروع کی گئی ہے اور پوری کوشش کی گئی ہے کہ سبق کو سادہ ترین انداز میں بیان کیا جائے۔ اب آئندہ کچھ اسباق زمانہ حال کے بارے میں ہوں گے۔ آپ سوچ رہے ہوں گے کے زمانہ حال کیا ہے تو زمانہ کا مطلب ہے وقت یعنی ٹائم جبکہ حال کا مطلب ہے وہ وقت جو ابھی گزر رہا ہے۔ یا کم از کم اسے گزرے ہوئے زیادہ وقت نہیں ہوا۔

In English grammar, the time is divided into three categories. These are Present, Past and Future and we are discussing Present.

میں نے آپ کی آسانی کے لیے انگریزی میں بھی بتا دیا ہے کہ ہم پریزنٹ یعنی حال کی بات کر رہے ہیں۔ پچھلے سبق میں ہم نے دیکھا تھا کہ اردو میں 'عادات'، ایسے کام جو انسان ہر روز کرتا ہو، اور چیزوں کی ایسی خصوصیات جو بدلتی نہیں ہیں 'انھیں کیسے بیان کیا جاتا ہے۔ جیسے سورج ہمیشہ مشرق سے نکلتا ہے اور پانی ہمیشہ نشیب کی طرف بہتا ہے۔ اس کی دو مثالیں ہیں۔

آج ہم دیکھیں گے کہ اردو میں ان کاموں کو کیسے بیان کرتے ہیں جو ہو رہے ہوں یعنی پروگریسو ہوں۔

Now we will see that how we can describe or talk about those things which are continuous in Present Times. In English it is called either present continuous tense or progressive tense.

سب سے پہلے وہ کام اس زمانے میں بیان کیے جاتے ہیں جو اُس وقت ہو رہے ہوں جب بات کرنے والا بات کر رہا ہو۔ جیسے آپ دیکھ رہے ہیں کہ بارش ہو رہی ہے تو آپ کہیں گے کہ بارش ہو رہی ہے۔ اب دیکھتے ہیں کے ان فقرات کی کو لکھتے کیسے ہیں۔ یعنی الفاظ کی ترتیب کیا ہوتی ہے۔

وہ (کام کرنے والا) خط (اسم) لکھ (فعل یا کام) رہا ہے (دو امدادی فعل ایک رہنا سے رہا اور دوسرا ہونا سے ہے)

اردو زبان میں جب بھی کسی ایسے کام کی بات کرتے ہیں جو جاری و ساری ہو یعنی پروگریس کر رہا ہو اس وقت عام امدادی یعنی ہیلپنگ ورب ہے، ہیں، ہو وغیرہ سے پہلے ہو رہا، ہو رہی، ہو رہے لگاتے ہیں جو ہونا کی ایک شکل ہے انگریزی میں اس کے لیے پریزنٹ پارٹیسپل یعنی ورب کی پہلی فارم آئی این جی کے ساتھ استعمال ہوتی ہے جیسے

He is writing a letter.

So, the writing is called present participle and it shows a progressive verb or action.

مزید مثالیں:

وہ خط لکھ رہا ہے۔

وہ خط لکھ رہی ہے

اب یہاں دیکھیں کے جب کام کرنے والا مذکر سے مونث ہوا تو 'رہا' جو ہے وہ 'رہی' میں بدل گیا تو اردو میں ورب یعنی فعل کی شکل بدلنے سے دو چیزوں کا پتا چلتا ہے

(الف) کام کرنے والے کی جنس یعنی کیا وہ مرد ہے یا عورت ہے

(ب) کام کرنے والے کی تعداد یعنی وہ ایک ہے یا ایک سے زائد، واحد ہے یا جمع

وہ (ایک مرد) خط لکھ رہا ہے

وہ (زیادہ مرد) خط لکھ رہے ہیں: 'رہا ہے' 'رہے ہیں' میں بدل گیا جس سے پتا چلا کہ کام کرنے والے جمع ہیں

وہ (ایک عورت یا مونث) خط لکھ رہی ہے

وہ (زیادہ عورتیں یعنی جمع) خط لکھ رہی ہیں

یہاں بھی 'رہی ہے' نے بتایا کہ کام کرنے والی ایک ہے یعنی واحد ہے اور مونث ہے جبکہ رہی ہیں نے بتایا کہ کام کرنے والیاں جمع ہیں اور مونث ہیں۔

اب دیکھیے کہ اس زمانے میں صرف ایسے کام ہی بیان نہیں ہوتے جو اس وقت ہو رہے ہوں جب ان کی بات کی جارہی ہو بلکہ وہ کام بھی بیان ہوتے ہیں جو ان دنوں، مہینوں، اور برسوں یا سالوں میں ہو رہے ہوں۔ جیسے

آجکل فیفا کے مقابلے ہو رہے ہیں

بچے بہت تیزی سے ویڈیو گیمز کے عادی ہو رہے ہیں

میں آجکل درثمین پڑھ رہا ہوں

اب آپ دیکھ سکتے ہیں کہ ان فقرات میں ایسے کام بیان ہوئے ہیں جو ضروری نہیں کہ اس وقت ہو رہے ہوں جب ان کی بات کی جارہی ہے۔

پھر اس زمانے میں ایسے کاموں کو بھی ذکر کیا جاتا ہے جو آنے والے دنوں میں ہونے ہوں یعنی مستقبل میں ہونے ہوں۔

جیسے

ہم اگلے ماہ پاکستان جارہے ہیں

وہ کل اپنی زندگی کا بہت اہم امتحان دینے جارہا ہے

اس زمانے پر گفتگو اگلے سبق میں بھی جاری رہے گی انشاء اللہ

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

ہمت بلند رکھنی چاہیے۔ انسان اگر دنیوی امور میں ہمت ہار دے تو دینی امور میں بھی ہار دیتا ہے۔ یہ عجیب چیز ہے کیونکہ وہ گواہی دیتی ہے کہ قویٰ ٹھیک ہیں۔ جو لوگ کم ہمت ہیں ان میں پست خیالی پیدا ہوجاتی ہے۔ مسجدوں کے ملاں جو ہوتے ہیں ان کو دیکھو۔ ایک بار ہمارے میرزا صاحب کے پاس یہاں کا ایک ملاں شکایت لایا کہ ہمارے جو گھر باہم تقسیم ہوئے ہیں تو مجھے چھوٹے قد کے آدمیوں کے گھر ملے ہیں اور ان کے مرنے سے بہت چھوٹا کفن ملا ہے۔ یہاں تک حالت ان کی گر جاتی ہے کہ ایک ملاں نے نمازِ جنازہ غلط پڑھائی جب کہا گیا تو جواب دیا کہ اس کی مشق نہیں رہی۔ غرض دنیا کے معاملہ میں ہمت نہ ہو تو دین میں بھی پست ہمتی پیدا ہو جاتی ہے۔

(ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ جلد 4 صفحہ 3 تا 4)

مندرجہ بالا اقتباس کے مشکل الفاظ کے آسان اردو میں معنے:

دنیوی امور: دنیا کے کام

ہمت ہاردے: یعنی ست ہو جائے یا مایوس ہو جائے

دینی امور: دین کے کام، عبادت

قویٰ: جسمانی صحت، اعضا، ہاتھ پاؤں، آنکھیں، دماغ وغیرہ

کم ہمت: جس میں ہمت نہ ہو

پست خیالی: اپنی عزت کا خیال نہ رہنا

جو گھر باہم تقسیم ہوئے ہیں: یعنی جو علاقہ مولوی صاحب کے حصے میں آیا

چھوٹے قد کے آدمی: یعنی ان گھروں میں جو لوگ رہتے ہیں ان کے قد چھوٹے ہیں

کفن: وہ سفید کپڑا جس میں وفات پانے والے کو لپیٹ کر دفن کرتے ہیں

حالت ان کی گر جاتی ہے: یعنی اپنی عزت کا ذرہ خیال نہیں رہتا

مشق نہیں رہی: یعنی سستی کے باعث طریقہ یاد نہ رہا

غرض: یعنی مقصد اس بات کا یہ ہے کہ

پست ہمتی: سستی، کاہلی، دلچپی نہ ہونا پیدا ہو جاتی ہے۔

مدثر ظفر

ڈولفن

دنیا کا سب سے ذہین جانور

ڈولفن کا شمار ممالیہ جانوروں میں ہوتا ہے اور انہیں Aquatic یعنی پانی کی ممالیہ کہا جاتا ہے۔ سائنس دانوں کا خیال ہے کہ انسان کے بعد ڈولفن سب سے زیادہ ذہین مخلوق ہے۔ ہم سوال کر سکتے ہیں کہ ڈولفن کتنی ذہین ہوتی ہیں۔ یا یہ کہ ڈولفن اتنی ذہین کیسے ہوتی ہیں؟ وہ کون سے عوامل ہیں جو اسے دنیا کا ذہین ترین جانور بنا دیتے ہیں۔ یہ آپس میں ایک دوسرے سے رابطہ کیسے کرتی ہیں؟ جانوروں پر تحقیق کرنے والے ان سوالوں کے جوابات تلاش کرنے کے لیے مختلف اقسام کے تجربات کرتے رہتے ہیں۔ ڈولفن کی کم و بیش تیس اقسام ملتی ہیں۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق دنیا بھر میں ان کی تعداد نو ملین کے لگ بھگ ہے۔ فطری طور پر ڈولفن ایک سماجی جانور ہے جو مل جل کر رہنا پسند کرتے ہیں۔ یہ گروپ کی صورت میں رہتی ہیں اور ایک گروپ میں ایک ہزار تک ڈولفن ہو سکتی ہیں لیکن ان کے گروپ کا کوئی لیڈر نہیں ہوتا۔

یہ خوراک کے حصول اور نسل کی افزائش کے لیے مخصوص علاقوں کی طرف ہجرت بھی کرتی ہیں۔ یہ دنیا کے اکثر خطوں میں پائی جاتی ہیں اور گرم پانیوں میں رہنا پسند کرتی ہیں۔ اس کی لمبائی چھ سے بارہ فٹ تک ہوتی ہے۔ یہ پینتیس کلو میٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے تیر سکتی ہیں۔ دیگر مچھلیوں کے بر عکس ڈولفن پھیپھڑوں کے ذریعے سانس لیتی ہیں اس لیے ان کو وقفے وقفے سے پانی کی سطح پر آ کر سانس لینے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک بار سانس لینے کے بعد یہ پانی کے اندر آٹھ سے پندرہ منٹ تک رہ سکتی ہیں۔ ڈولفن کا شمار گرم خون والے جانداروں میں ہوتا ہے۔ ان کے جسم کا درجہ حرارت انسانوں کی طرح 36 سے 37 ڈگری سینٹی گریڈ ہوتا ہے۔ نر ڈالفن کو Bull یعنی بیل، مادہ کو Cow یعنی گائے اور بچے کو Calves یعنی بچھڑے کہا جاتا ہے۔ ان کے گروپ کو School یا POD کہا جاتا ہے۔ یہ پانی کی سطح سے پندرہ سے تیس فٹ تک اونچی چھلانگ لگا سکتی ہیں۔

ڈولفن میں ایک دوسرے سے رابطہ کرنے کے لیے ایکولوکیشن کا نظام موجود ہوتا ہے۔ (ایکولوکیشن یعنی آواز کی لہروں کی مدد سے دیکھنے اور سننے کا عمل جو آواز کی لہروں کو تصاویر میں بدل کر دماغ میں ارد گرد کا نقشہ بنا دیتا ہے) یہ سارا دن سمندر میں مچھلیوں کا شکار کرنے، سمندر میں اٹھکیلیاں کرنے اور ایک دوسرے کو پیغامات بھیجنے میں اپنا وقت گزارتی ہیں۔ سائنسدانوں کا ماننا ہے کہ ایک دوسرے کو پیغامات بھیجنے کی ان کی اپنی ایک زبان ہے جس میں یہ ایک دوسرے سے رابطہ میں رہتی ہیں۔ خطرہ محسوس کرتے ہی دوسری ڈولفن کو خطرے کی نوعیت سے فوری آگاہ کرتی ہیں۔

ڈولفن کی بنیادی خوراک سمندری مچھلیاں، چھوٹی شارکس اور آکٹوپس وغیرہ ہیں، جبکہ ابتداء میں اپنی ماں کے دودھ پر پرورش پاتی ہیں اور پھر خود سے شکار کرنے کے قابل ہو جاتی ہیں۔ ڈولفن ہر بار افزائش نسل کے لیے نیا ساتھی چنتی ہیں، گو کہ ہر بار جوڑا ایک دوسرے کے لیے اجنبی ہوتا ہے اس کے باوجود ان کی خاندانی روایات میں فرق نہیں آتا۔ یہ ایک دوسرے کی ہمدردی اور مددگار ہوتی ہیں۔ جب کسی ڈولفن کے ہاں بچہ پیدا ہوتا ہے تو گروپ کے دوسرے نر اور مادہ ڈولفن اسے اپنے حصار میں رکھتی ہیں کیونکہ اس وقت شارک کے حملوں کا خطرہ ہوتا ہے۔ پیدائش کے فوراً بعد ماں بچے کو سانس دلانے کے لیے پانی کی سطح پر لاتی ہے۔ اسی وقت شارک کے حملہ کا خطرہ ہوتا ہے چنانچہ دیگر ڈولفن اس کے ارد گرد حفاظت کی غرض سے موجود رہتی ہیں۔ ماں بچے کو دودھ پانی کے اندر ہی پلاتی ہیں لیکن سانس دلوانے کے لیے ہر چند سیکنڈ بعد بچے کو پانی کی سطح پر لانا ضروری ہوتا ہے۔ پہلے دو ہفتوں کے دوران شیر خوار ڈولفن اپنی ماں کے ساتھ رہتے ہیں۔ نیز گروپ کی باقی ڈولفن بھی بچے کی دیکھ بھال کرتی اور اس کے نزدیک ہی رہتی ہیں۔ دو ہفتوں بعد بچہ خود سے آزادانہ پانی میں تیرنے کے قابل ہو جاتا ہے اور پانی کی سطح پر آ کر سانس لینے لگتا ہے۔ پہلے ہفتے میں بچے کے مسوڑوں سے دانت نکلنے کا عمل شروع ہو جاتا ہے۔ ایک جوان ڈولفن کے 188 سے 268 تک دانت ہوتے ہیں۔ یہ دانتوں سے چباتی نہیں ہیں بلکہ ان سے پکڑ کر شکار کو سالم نگل لیتی ہیں۔ چودہ سے پندرہ ہفتوں کے دوران بچہ مکمل طور پر اپنی خوراک تلاش کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔

اپنی عقلمندی کے باعث یہ اپنے ماحول کو اچھی طرح سمجھ سکنے کے ساتھ موقع کی مناسبت سے فیصلہ کرنے اور گروپ کی دوسری ڈولفن کو سمجھانے کی صلاحیت بھی رکھتی ہیں۔ یہ پانی میں تین ہزار فٹ کی گہرائی تک جا سکتی ہیں۔ سائنسدانوں کا ماننا ہے کہ ڈولفن دوسرے جانوروں کی نسبت آپس میں خیالات کا اظہار بول کر کرتی ہیں اور ایک دوسرے کو نام سے بلاتی ہیں۔ پیدائش کے وقت مادہ ڈولفن مخصوص آواز نکالتی ہے جو پیدا ہونے والے بچہ کا نام ہوتا ہے۔ کرہ ارض پر انسانوں کے علاوہ یہ واحد مخلوق ہے جو ایک دوسرے کو نام سے بلاتی ہے۔ ڈولفن کی نظر بہت کمزور ہوتی ہے اور سونگھنے کی حس تو بالکل نہ ہونے کے برابر ہوتی ہے۔ یہ اپنے شکار کو سونگھ کر تلاش کرنے کی بجائے ایکولوکیشن کا استعمال کرتی ہیں۔ یہ اپنے منہ سے مخصوص فریکوئنسی کی طاقت والی آواز کی لہریں خارج کرتی ہیں وہ لہریں جب لوٹ کر ان کی جانب واپس آتی ہیں تو انہیں اپنے شکار کا پتہ چل جاتا ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ اس طرح انہیں خطرے کا بھی احساس ہو جاتا ہے۔ یہ بہت جلد انسانوں سے مانوس ہو جاتی ہیں اور ان میں سیکھنے کی حیرت انگیز صلاحیت ہوتی ہے۔ یہ مختلف قسم کے کرتب بڑی آسانی سے سیکھ لیتی ہیں۔ دوسرے ممالیہ جانوروں کی نسبت یہ ایک آنکھ کھول کر سوتی ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ سوتے میں ان کا آدھا دماغ کام کرتا ہے تاکہ سانس لینے میں تسلسل رہے اور آدھا آرام کی کیفیت میں ہوتا ہے۔ سونے کے اس عمل کو Uni-Hemisphere Sleep کہا جاتا ہے۔ سونے کے دوران اگر دماغ کا دائیاں حصہ جاگ رہا ہو تو دائیں آنکھ کھلی رہتی ہے اور جب بائیاں حصہ جاگتا ہے تو بائیں آنکھ کھلی ہوتی ہے۔ اس طرح یہ باری باری دماغ کے دونوں حصوں کو آرام دیتی ہیں۔

یہ سونے کے دوران اپنے آپ کو مختلف زاویوں میں تبدیل کرتی رہتی ہیں اور ان کی دم مسلسل حرکت میں رہتی ہے۔ ایسا اس لیے کرتی ہیں تاکہ پانی کی گہرائی میں نا چلی جائیں، دوسری وجہ یہ ہے کہ سونے کے دوران کسی بھی قسم کے خطرہ سے آگاہ رہیں اور تیسری وجہ یہ ہے کہ ان کے عضلات حرکت میں رہیں۔

ماحولیاتی آلودگی کے باعث ان کی تعداد میں تیزی سے کمی آرہی ہے۔ مووی ڈولفن جو کہ ڈولفن کی ایک نایاب نسل ہے کی تعداد صرف 50 سے 60 کے درمیان رہ گئی ہے۔

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ایڈیٹر کے نام خطوط

☆**مکرمہ بشریٰ شاہ**، کینیڈا سے لکھتی ہیں۔

خاکسار الفضل کی باقاعدہ سے قاری ہے۔ الحمدللہ شروع سے لے کر آخر تک سارا الفضل بہت ہی مفید، معلوماتی اور دلچسپ مضامین سے مزیّن ہوتا ہے۔ محترم ظہیر احمد طاہر (جرمنی) کا ابنِ بطوطہ پر مضمون پڑھا، جو بہت دلچسپ تھا۔

میں ایک لمبے عرصے سے برّصغیر کے اس مسلمان سیّاح اور ان کے سفرناموں کے بارے میں پڑھنا چاہتی تھی۔ الحمدللہ الفضل کے ذریعے یہ خواہش بھی بھر آئی۔ اللہ تعالیٰ الفضل کی تمام ٹیم کو اپنی حفاظت میں رکھے۔

☆**مکرمہ زاہدہ راحت**، بریمٹن کینیڈا سے لکھتی ہیں۔

اک وقت آئے گا کہ کہیں گے تمام لوگ
ملت کے اس فدائی پر رحمت خدا کرے

آج جب حسب معمول صبح ہی الفضل کا ایپ کھولا اور پیارے اخبار الفضل کا مطالعہ کیا تو دل سے بے شمار دعائیں حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے نکلیں۔ جنہوں نے آنے والی نسلوں کے لئے بے شمار احسان فرمائے اور اپنے عظیم کارناموں میں سے ایک اخبار الفضل کا اجراء فرمایا۔

سانحہ ارتحال

☆**مکرم ثناء اللہ قمر صاحب** سیکرٹری تبلیغ ملائشیا لکھتے ہیں کہ ان کے دادا سسر مکرم چوہدری منیر احمد صاحب سکنہ 23 چک ڈی این بی بہاولپور مؤرخہ 9 جولائی بروز جمعۃ المبارک رات 3 بجے معدہ کی تکلیف کی وجہ سے بقضائے الٰہی وفات پاگئے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

مرحوم انتہائی سادہ شریف النفس اور نافع الناس وجود تھے احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔

مرحوم چوہدری منیر احمد صاحب کے خاندان میں جماعت احمدیہ ان کے دادا جان صحابی حضرت مولوی اللہ دتہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے آئی حضرت مولوی اللہ دتہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے قادیان جاکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اس موقع پر مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے پاس رکنے کی دعوت دی تھی حضرت مولوی اللہ دتہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ پڑھے لکھے عالم تھے آپ کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ دعویٰ سے پہلے بھی ملاقات تھی آپ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا جھنڈا مسیح موعود علیہ السلام نے ہاتھ میں پکڑا ہے۔ آپ نے بیعت کے بعد تبلیغ شروع کردی اور علی پور، حسن پور اور ملتان میں بہت لوگ جماعت احمدیہ میں شامل ہوئے۔

تبلیغ اور خدمت خلق کا سلسلہ بچوں نے جاری رکھا۔ چوہدری منیر احمد صاحب مرحوم نے بہاولپور جماعت احمدیہ کی تبلیغ اسلام میں بہت جذبہ سے کام کیا اور بیعتوں کی توفیق ملی۔ 3 مرتبہ 298c کے مقدمات ہوئے اور اسیران راہ مولیٰ بھی رہے۔ اس کے علاوہ کینیڈا جب ویزٹ کیا تو وہاں پر بھی ہومیوپیتھک ادویات بہت سارے غیر از جماعت کو خدمت خلق کے طور پر تقسیم کیں اور نیز بہاولپور اپنے قریبی ضرورت مند افراد کا بہت خیال رکھتے تھے۔ سادگی پسند، سادہ لباس اور سادہ کھانا پسند کرتے۔ خلافت کے ساتھ گہرا تعلق رکھنے والے، تہجد گزار اور پانچ وقت کے نمازی تھے۔ غریبوں کا خیال رکھنے والے جماعتی مالی خدمات میں پیش پیش رہتے۔ مرحوم نے اپنی اہلیہ کے علاوہ 4 بچے شادی شدہ چھوڑے ہیں ڈاکٹر رشید احمد صاحب آف کویت، بشارت احمد صاحب آف جرمنی، مسعود احمد صاحب آف کینیڈا، بیٹی امۃ الٰہی صاحبہ آف ملائشیا۔

☆**مکرمہ درثمین احمد**۔ جرمنی سے یہ افسوسناک اطلاع بھجواتی ہیں کہ۔

خاکسار کی نانی جان محترمہ سیدہ خاتون اہلیہ عبدالحمید جنجوعہ مرحوم اسلام آباد میں مورخہ 20 جولائی کو 2021 کو بعمر 92 سال حرکت قلب بند ہونے کے باعث اچانک وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت ڈاکٹر بھائی محمودؓ آف سرگودھا کی پانچویں بیٹی اور حافظ مسعود احمد مرحوم کی چھوٹی بہن تھیں۔ آپ نے قادیان سے میٹرک کا امتحان امتیازی نمبروں سے پورے ضلع میں اول آکر پاس کیا اور میڈیکل میں جانے کا بہت جذبہ رکھتیں تھیں مگر والدین نے رشتہ طے کر دیا تو آپ نے والدین کی اطاعت اور فرمانبرداری میں شوق کو پس پشت ڈال دیا۔ آپ نے پوری زندگی بہت صبر وسکون اور سادگی سے گزاری۔ اپنے بچوں کو اعلیٰ تعلیم دلوانے کے لیے تنہا ربوہ رہنے کو ترجیح دی کیونکہ ہمارے نانا جان ریلوے کی ملازمت کے باعث دوردراز علاقوں میں متعین ہوتے تھے۔ نانی جان نے خود اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کے سلسلے میں جماعت کی بہت سی بزرگ شخصیات سے روابط رکھے اور ان کی صحبت سے فیضیاب ہوتیں رہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج ان کی سب اولاد دو بیٹے اور پانچ بیٹیاں اپنے گھروں میں خوشگوار زندگیاں گزار رہے ہیں اور سب کا جماعت اور خلافت سے گہرا تعلق ہے۔ الحمدللہ۔ نانی جان چندوں میں بہت باقاعدہ تھیں اور اپنے اس سال کے چندے بھی ادا کر چکی تھیں۔ آپ بچپن سے نظام وصیت میں شامل تھیں۔ آپ کا وصیت نمبر 6151 تھا۔ آپ صاحبزادی امتہ الباسط موحومہ کی دودھ شریک بہن بھی تھیں۔ اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ساتھ بھائیوں والا تعلق اور انتہا درجے کا پیار رکھتیں تھیں۔ آپ کا جنازہ فوری طور پر ربوہ لے جایا گیا اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی۔ میری والدہ محترمہ قدسیہ ظہور آف اسلام آباد ان کی چوتھی بیٹی ہیں۔ احباب جماعت سے مرحومہ کے ایصال ثواب اور بلندی درجات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ اور تمام پسماندگان سے دلی تعزیت اور اظہار افسوس ہے۔ اور دعا ہے کہ خدا تعالیٰ مرحومہ کی نیکیاں ان کی اولاد میں جاری وساری رکھے۔ آمین۔

چھوٹی مگر سبق آموزبات

جانوروں پر رحم کرنا

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم رحمۃ للعالمین کی شفقت اور رحم سے بے زبان جانور بھی حصہ پاتے تھے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم گھر کے پالتو جانوروں کے بارے میں تاکیداً خیال رکھنے کا ارشاد فرماتے۔ بے زبان پالتو جانوروں کا اگر ٹھیک طرح سے آرام اور کھانے کا خیال نہ رکھا جائے تو یہ ظلم کرنا اللہ کی طرف سے سزا کا موجب بن جاتا ہے۔

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ ایک عورت کو بلی کو تکلیف دینے کی وجہ سے سزا دی گئی۔ اس نے بلی کو بند کر کے بھوکا مار دیا۔ نہ کھانا دیا نہ پانی۔ اور نہ اس کو چھوڑا کہ وہ چوہے وغیرہ کھا کر گزارہ کر سکے۔ اس ظلم کی وجہ سے وہ آگ میں دھکیل دی گئی۔

(بخاری کتاب الانبیاء)

مرسلہ: ناصرہ احمد۔ کینیڈا

05 اگست 2021ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		04:33	18:57
مدینہ منورہ	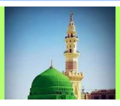	04:27	19:03
قادیان		04:16	19:22
ربوہ		03:56	19:02
اسلام آباد ٹلفورڈ		04:05	20:43